اخوان المسلمون
کا اصولِ اہل سنت سے
اختلاف
خطاب
شیخ سعید بن ہلیل العمر حفظہ اللہ
تفریغ و ترجمہ
دکتور اجمل منظور المدنی حفظہ اللہ

وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ

عنقریب تم لوگ میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے، تو تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا

اخوان المسلمون کا

اصولِ اہل سنت سے

اختــــلاف

خطاب:

شیخ سعید بن ھلیل العمر

تفریغ وترجمہ:

د/ اجمل منظور المدنی

عرض مترجم

الحمدلله، والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وعلی آلہ وصحبہ

حمد وثناء کے بعد:

شیخ سعید بن ہلیل العمر حفظہ اللہ مملکت سعودی عرب کے اندر ایک غیور سلفی عالم دین ہیں، آپ حائل میں واقع "المعهد العلمي" کے مدیر اور جامع مسجد "المهوس" کے امام وخطیب ہیں، نوجوانوں کو صحیح منہج سکھانے میں عمدہ کردار ادا کر رہے ہیں، گمراہ تحریکوں اور تنظیموں سے جڑے لوگوں کو ایکسپوز کرتے ہیں، اور ان کی گمراہیوں کو واضح کرتے ہیں، بطور خاص وہ داعی اور واعظین جن کا تعلق تبلیغی جماعت اور اخوانی جماعت سے ہے اور نوجوان ان سے متاثر ہو رہے ہیں انکو اپنے تجربات کی روشنی میں جم کر ایکسپوز کرتے ہیں۔

منہج سلف کے مطابق آپ کے علمی اور دعوتی خدمات بہت ہیں اللہ انہیں قبول فرمائے، آپ شیخ کے ویب سائٹ پر جا کر آپ کی چند تالیفات اور خطبات اور دعوتی و دینی لیکچرز کو دیکھ اور سن سکتے ہیں:

https//:al-oumar.blogspot.com/ ?m=1

اور یہ لیکچر جسے میں نے تفریغ کر کے اردو قالب میں ڈھالا ہے اس کی لنک درج ذیل ہے:

youtu.be/B5Hun7GKFAE//:https

دعاء کرتا ہوں کہ اللہ رب العالمین اس عمدہ کتاب کو نفع بخش بنائے، عالم اسلام کے اندر حالیہ بحران کے پیچھے نادیدہ سازشوں اور موجودہ خلفشار کے حقیقی سرپرستوں کو سمجھنے میں کارآمد بنائے، اور تمام مسلمانوں کو ہر شر وفتن سے محفوظ رکھے۔ آمین

کتبہ

د/ اجمل منظور المدنی

تمہید

الحمدللہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، وبعد:

سب سے پہلے مناسب سمجھتا ہوں کہ موضوع سے متعلق کچھ اہم امور کی جانب اشارہ کرتا چلوں، اور وہ درج ذیل ہیں:

۱- دعوت کے میدان میں انبیاء کا ایک منہج رہا ہے اور وہ ہے دعوت توحید یعنی صرف ایک اللہ کی عبادت کی طرف لوگوں کو دعوت دینا، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ﴾ ترجمہ: ''اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔ تو ان میں بعض ایسے ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی اور بعض ایسے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہوئی۔ سو زمین پر چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔''

مزید ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ ترجمہ: ''تم سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

پتہ چلا کہ انبیاء کی دعوت توحید کی طرف تھی یعنی اللہ کے بندوں کو اس کی عبادت کی طرف بلانا، اور یہ اللہ کا حق ہے اور سب سے بڑا حق ہے، اور یہی دین کی بنیاد ہے، ہر چیز سے قبل تمام انبیاء کا اس پر اتفاق رہا ہے، چنانچہ آخری پیغمبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی اصل اور بنیاد کی طرف لوگوں کو دعوت دی یعنی صرف اللہ کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلایا۔

اس کے بعد سنت کی طرف دعوت دینا، یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین پر عمل کرنا، اور یہ معلوم ہے کہ تمام انبیاء کو اللہ تعالی نے شریعت اور منہج دے کر مبعوث فرمایا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾ ترجمہ: ”تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک راستہ اور ایک طریقہ مقرر کیا ہے۔“

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اجتماعیت اور اتحاد کی دعوت دی ہے اور اختلاف وانتشار سے منع کیا ہے، اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ ترجمہ: ”اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔“

کیونکہ اجتماعیت میں رحمت اور اجر وثواب جبکہ اختلاف میں زحمت اور سزا وعذاب ہے، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ تَكْثُرُ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا، قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ وَأَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ".

ترجمہ: ”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل کی حکومت پیغمبر کیا کرتے تھے جب ایک پیغمبر مرتا تو دوسرا پیغمبر اس کی جگہ ہو جاتا میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں

ہے بلکہ خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا، پھر آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس سے پہلے بیعت کرلو اسی کی بیعت پوری کرو اور ان کا حق ادا کرو اللہ ان سے سمجھ لے گا جو اس نے ان کو دیا ہے۔"

اور انبیاء کے وارث علماء ہیں، اب یہی لوگوں کو ہدایت کا راستہ بتلا رہے ہیں، انہیں علم وحکمت کی باتیں سکھا رہے ہیں، حلال اور حرام کی تمیز اور شکوک وشبہات سے یہی ڈراتے ہیں۔ چنانچہ جو انکی بات مانتے ہیں وہ کامیاب ہوجاتے ہیں اور جو نہیں مانتے وہ برباد ہوجاتے ہیں۔

۲- اہل شبہات اور نفس پرستوں کا خطرہ اہل شہوات کے مقابلے زیادہ سنگین ہے، چنانچہ جب ہم سنت رسول کے اندر دیکھتے ہیں تو پاتے ہیں کہ اہل شبہات پر سخت نکیر کی گئی ہے جبکہ اہل شہوات پر رحم فرمایا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے بارے میں فرمایا کہ انہیں قتل کردو۔ دوسری جگہ فرمایا کہ خوشخبری ہے ان لوگوں کیلئے جو انہیں قتل کرے، اور انہیں بھی جنہیں یہ قتل کریں۔ مزید ایک جگہ فرمایا: اگر میں انہیں پاجاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کر کے تباہ کردوں، اور ایک دوسری روایت میں قوم ثمود کا ذکر ہے۔

آپ ﷺ نے انہیں ایک جگہ کلاب النار یعنی دوزخی کتا کہا ہے، اور ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ قدریہ (منکرین تقدیر) اس امت (محمدیہ) کے مجوس ہیں:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "قدریہ (منکرین تقدیر) اس امت (محمدیہ) کے مجوس ہیں، اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک مت ہو۔"

قدریہ ایک گمراہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے، اس کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے، اس فرقہ کو مجوس سے اس لئے تشبیہ دی کہ مجوس دو خالق کے قائل ہیں، یعنی خالق شر و خالق خیر: خالق شر کو اہرمن اور خالق خیر کو یزداں کہتے ہیں، جبکہ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ خالق صرف ایک ہے چنانچہ (هل من خالق غير الله) فرما کر قرآن نے دوسرے کسی خالق کی تردید فرمادی، انسان جو کچھ کرتا ہے اس کو اس کا اختیار اللہ ہی نے دیا ہے، اگر نیک عمل کرے گا تو ثواب پائے گا، بد کرے گا تو عذاب پائے گا، ہر فعل کا خالق اللہ ہی ہے، دوسرا کوئی نہیں، یہ مسئلہ نہایت معرکۃ الآراء ہے، عام آدمی کو اس کی ٹوہ میں نہیں پڑنا چاہئے، سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ مسلمان تقدیر پر ایمان رکھے اور شیطان کے وسوسہ سے بچے، تقدیر کے منکروں سے ہمیشہ دور رہنا چاہئے ان سے میل جول بھی درست نہیں۔

اسی طرح اہل قدر کے بارے میں سیدنا ابن عمر نے فرمایا: ''فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ، وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي، وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ، مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ، حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ'' ترجمہ: ''تو جب ایسے لوگوں سے ملے تو کہہ دے ان سے میں بیزار ہوں اور وہ مجھ سے۔ اور قسم ہے اللہ جل جلالہ کی کہ ایسے لوگوں میں سے (جن کا ذکر تو نے کیا جو تقدیر کے قائل نہیں) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پھر وہ اس کو خرچ کرے اللہ کی راہ میں تو اللہ قبول نہ کرے گا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لائے۔''

پتہ چلا کہ نبی اکرم ﷺ اور سلف صالحین اہل شبہات پر سخت نکیر کرتے تھے کیونکہ یہ دین کے اندر تحریف کرتے ہیں، جبکہ اہل شہوات کو ہم دیکھتے ہیں کہ ان پر حدود نافذ ہوتے ہیں، انہیں سزائیں دی جاتی ہیں، ماعز اسلمی اور غامدیہ خاتون کو رجم کیا گیا، ان کیلئے آپ ﷺ نے دعاء کی ہے، اسی تعلق سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِّمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا''، ترجمہ: ''قسم ہے اس

ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ اہل مدینہ کے ستر آدمیوں میں تقسیم کر دی جائے تو انہیں کافی ہوگی، کیا تم اس سے بہتر کوئی بات پاؤ گے کہ اس نے اپنی جان قربان کر دی؟''

صحیح بخاری کے اندر وارد ہوا ہے کہ ایک شخص بار بار شراب پیتا تھا اور اس پر حد نافذ کیا جاتا، ایک صحابی نے کہا: اللہ اس پر لعنت کرے! کتنی مرتبہ کہا جا چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو یہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: "أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللهِ، وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا، فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللَّهُمَّ الْعَنْهُ، مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تَلْعَنُوهُ، فَوَاللهِ، مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ".

ترجمہ: ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص، جس کا نام عبداللہ تھا اور (حمار) کے لقب سے پکارے جاتے تھے، وہ نبی کریم ﷺ کو ہنساتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں شراب پینے پر مارا تھا تو انہیں ایک دن لایا گیا اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے حکم دیا اور انہیں مارا گیا۔ حاضرین میں ایک صاحب نے کہا: اللہ اس پر لعنت کرے! کتنی مرتبہ کہا جا چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو واللہ میں نے اس کے متعلق یہی جانا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔''

یہ رحمت اور شفقت ہے اہل شہوات کے ساتھ جبکہ سخت نکیر ہے اہل شبہات پر۔

معلوم ہوا کہ اہل بدعت کا خطرہ اہل شہوات کے مقابلے میں کہیں زیادہ گمبھیر اور سنگین ہے، کیونکہ اہل شہوات گرچہ معاصی کا ارتکاب کرتے ہیں مگر منہج اور دین سے خارج نہیں ہوتے، یہ اہل سنت ہی رہیں

گے، یہ ہمارے ساتھ رہیں گے، جبکہ ایک زاہد اپنی بدعت کی وجہ سے اہل بدعت میں سے ہوسکتا ہے، امام آجری نے کتاب الشریعہ کے اندر امام احمد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہتے ہیں: ”قبور أهل السنة من الفساق روضة من رياض الجنة، وقبور أهل البدع من الزهاد حفرة من حفر النار “ترجمہ: ”فاسق اہل سنت کی قبریں جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہوتی ہیں جبکہ زاہد اہل بدعت کی قبریں دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہیں۔“

(مناقب الإمام أحمد لابن الجوزي | ص 353، وطبقات الحنابلة (1/184)

مزید کہا: ”أهل السنة إن قَعَدَتْ بهم أعمالُهم قامت بهم عقائدهم، وأهل البدعة إذا قامت بهم أعمالهم قعدت بهم عقائدهم “ترجمہ: ”اہل سنت کے اعمال اگر کم بھی رہے تو انکے عقائد انہیں آگے بڑھا دیں گے، اور اہل بدعت کے اعمال اگر زیادہ بھی رہے تو انکے عقائد انہیں نیچے کر دیں گے۔“

(إعلام الموقعين 5/295)

اسی لئے ہم اہل معاصی کو دیکھتے ہیں کہ وہ علماء، حکام اور مسلم سماج کا احترام کرتے ہیں، سنت کی تعظیم کرتے ہیں، سو گرچہ وہ معاصی کا ارتکاب کرتے ہیں مگر سنت سے نہیں نکلتے، یہ کوئی بھی مسئلہ اہل سنت علماء ہی سے پوچھتے ہیں اور انہیں پر اعتماد کرتے ہیں اور انکی تعظیم کرتے ہیں، اور جہاں تک اہل بدعت کا تعلق ہے تو یہ اپنے بدعتی علماء ہی پر بھروسہ کرتے ہیں انہیں سے فتاوے پوچھتے ہیں، وہ اہل سنت علماء پر بھروسہ نہیں کرتے، اسی لئے اہل بدعت کا خطرہ زیادہ ہے گرچہ ہمارا دین دونوں پر نکیر کرتا ہے اور دونوں سے لوگوں کو آگاہ رکھتا ہے، کیونکہ دین پر خطرہ دونوں سے ہے۔

اہل سنت کے برعکس آپ اہل بدعت کو دیکھیں گے کہ وہ اہل شبہات پر خاموش رہتے ہیں جبکہ اہل شہوات پر سارا زور صرف کر دیتے ہیں، اگر کسی نوجوان کو معاصی کرتے دیکھ لیں گے تو اس پر حد درجہ سختی

برتیں گے اس پر لعن طعن کریں گے، مگر وہ اہل بدعت پر کوئی نکیر نہیں کریں گے، نہ اخوانی تنظیم پر کلام کریں گے نہ تبلیغی جماعت پر نکیر کریں گے نہ احباب پر نہ ہی کسی اور حزبی تنظیم پر، انکے کیا مقاصد ہوتے ہیں اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے، ویسے حزبیت پسندوں کا اصول اب کوئی ڈھکا چھپا نہیں رہ گیا ہے۔

یہ باتیں تمہید کے طور پر تھیں۔

معلوم ہونا چاہئے کہ بنی اسرائیل کے اندر انبیاء کرام انکی دیکھ بھال کرتے تھے دینی و دنیوی امور میں انکی رہنمائی کرتے تھے، اسی طرح آخری پیغمبر نبی اکرم ﷺ بھی صحابہ کرام کی تربیت کرتے تھے، تمام لوگ دینی و دنیوی تمام امور میں آپ سے رجوع کرتے تھے، لیکن معاصر تنظیموں اور جماعتوں نے جیسے اخوان المسلمون نے انبیائی مشن کو ترک کر دیا، اور لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا، ان لوگوں پر درج ذیل حدیث صادق آتی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمُ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، فَإِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا، وَأَضَلُّوا".

ترجمہ: ”سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں مٹائے گا کہ اسے یک بارگی لوگوں سے چھین لے گا، بلکہ اسے علماء کو موت دے کر مٹائے گا، جب اللہ تعالیٰ کسی بھی عالم کو باقی اور زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے مسائل پوچھے جائیں گے، اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، تو گمراہ ہوں گے، اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔“

اور ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے: ”فَأَفْتَوْا بِرَأْيِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا

وَأَضَلُّوا "، ترجمہ: ''پھر وہ بغیر علم کے اپنی رائے کی بنیاد پر فتویٰ دیں گے، تو وہ خود گمراہ ہوں گے، اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

یعنی جب کتاب وسنت سے آگاہی رکھنے والے علماء ختم ہو جائیں گے تو کتاب وسنت کا علم لوگوں میں نہ رہے گا، لوگ نام ونہاد علماء اور مفتیان سے مسائل پوچھیں گے، اور یہ جاہل اور ہوا پرست اپنی رائے یا اور لوگوں کی رائے سے ان سوالات کے جوابات دیں گے، اس طرح سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے، اور لوگوں میں ہزاروں مسائل خلاف کتاب وسنت پھیل جائیں گے، اس لئے اس حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت کے علم کے حاصل کرنے میں پوری جدو جہد کریں، اور علم اور علماء کی سرپرستی قبول کریں، اور کتاب وسنت کے ماہرین سے رجوع ہوں، ورنہ دنیا وآخرت میں خسارے کا بڑا امکان ہے، اس لئے کہ جہالت کی بیماری کی وجہ سے امت مختلف قسم کے امراض میں مبتلا رہتی ہے، جس کا علاج وحی ہے، جیسے آنکھ بغیر روشنی کے بے نور رہتی ہے، ایسے ہی انسانی عقل بغیر وحی کی روشنی کے گمراہ، پس نور ہدایت کتاب وسنت میں ہے، جس کے لئے ہم سب کو سنجیدہ کوشش کرنی چاہئے۔

دراصل یہ لوگ خاص مقاصد لیکر میدان میں اترے ہیں، یہ لوگ ان مناہج اور اصول کو دوسروں پر نافذ کرنا چاہتے ہیں جن پر وہ خود قائم ہیں، اور اسی لئے وہ بڑی بڑی غلطیوں اور بھیانک گمراہیوں میں واقع ہوئے، سب سے بڑی غلطی انہوں نے توحید باری تعالی کے اندر کی، اور جو توحید سے ناواقف ہو وہ دعوت کا کام نہیں کرسکتا بلکہ وہ خود محتاج ہے کہ اسے دعوت دی جائے، یہ خیر سے زیادہ شر پھیلائیں گے، لہذا ان کے شر سے لوگوں کو بچانا واجب ہے، آخر وہ دعوت کا کام کیسے کریں گے جب انہیں توحید کے بارے میں ہی معلوم نہیں ہے، اسی لئے اس طرح کی جماعتیں اپنی دعوت کو چند آداب پر منحصر رکھتی ہیں اور توحید باری پر کلام نہیں کرتیں، اور اگر توحید کا ذکر کرتی بھی ہیں تو اسکی ایک قسم توحید ربوبیت کا ذکر کرتی ہیں۔

اس جماعت کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے جو خود اپنے ملک میں اور دوسرے ممالک میں بھی

جا کرلوگوں کے اندر گمراہیاں پھیلا رہی ہے:

اخوان المسلمون کے بارے میں ہر کوئی جانتا ہے کہ اسکے بانی حسن بنا ہیں، وہ خود اپنے بارے میں کہتے ہیں: ''اکثر جمعہ کے دنوں میں جب ہم اتفاق سے دمنھور میں رہتے تھے، دمنھور کے قریب موجود اولیاء میں سے کسی کی قبر کی زیارت کیلئے سفر کرتے، چنانچہ ہم وہیں سے کبھی کبھی دسوقی کے مزار کی زیارت کیلئے فجر کی نماز پڑھ کر پیدل ہی نکل جاتے، اور صبح آٹھ بجے وہاں پہونچ جاتے، اس طرح ہم اس مسافت کو جو کہ تقریبا بیس کلو میٹر ہوتا ہے، تین گھنٹوں میں پورا کر لیتے تھے، وہاں زیارت کرتے، جمعہ کی نماز پڑھتے، اور دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کرتے، پھر عصر کی نماز پڑھتے، اور دمنھور اپنی منزل پر تقریبا مغرب کے بعد واپس آجاتے۔'' (مذکرات الدعوۃ والداعیہ، ص: ۳۳)

اسی صفحے پر یہ بھی کہا: اور کبھی کبھی ہم عزبۃ النوام کی زیارت کرتے جہاں شیخ سید سنجر کا مزار ہے، جو حصافی طریقے کے خاص لوگوں میں سے ہیں، نیکی اور تقوی میں معروف ہیں، وہاں بھی ہم پورا دن گزارتے تھے پھر واپس آتے تھے۔

محمود عبدالحلیم نے اپنی کتاب ''الاخوان المسلمون احداث صنعت التاریخ'' کے اندر کہا:

''ہم ہر رات سیدہ زینب مسجد جایا کرتے تھے اور وہاں عشاء کی نماز ادا کیا کرتے تھے، پھر مسجد سے نکل کر صف بناتے، سب سے آگے استاذ مرشد حسن بنا ہوتے، جو جشن میلاد نبوی کی گیتوں میں سے کوئی گیت گنگناتے اور پھر انہیں کی آواز میں ہم سب ایک ساتھ اسے گنگنانے لگتے۔''

مزید کہتے ہیں کہ ہم ۱۲/ ربیع الاول کی رات میں ریلی نکالتے تھے جس کے اندر حسن بنا یہ اشعار گنگناتے تھے:

هذا الحبيب مع الأحباب قد حضر　　　وسامح الكل فى ما قد مضى وجرى

ترجمہ: ''یہ ہیں حبیب مصطفیٰ جو احباب اور دوستوں کے ساتھ حاضر ہو چکے ہیں، اور سارے لوگوں کی

پچھلی غلطیوں کو معاف کر دیا۔"

حسن بنّا نے ان اشعار کو جشن میلاد کے موقع پر کہا ہے، اور ان اشعار کے اندر گناہوں کی مغفرت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور یہ شرک اکبر ہے۔ (حسن بناباقلام تلامذته ومعاصريه:71-72)

اس پر تبصرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔غور کرنے کی بات ہے کہ علمائے دین کیسے توحید کے لئے اصول بناتے ہیں جبکہ کچھ ایسے بھی آتے ہیں جو بدعات کیلئے اصول بناتے ہیں، ہم نے شیخ مجدد کی کتابیں پڑھی ہیں کیسے کیسے آپ نے توحید باری تعالی کیلئے اصول بنائے ہیں، تاکہ ہمارا دین وعقیدہ مضبوط ہو، اللہ سے ہمارا تعلق مضبوط ہو، اسکا ڈر ہمارے اندر پیدا ہو، بدعات وخرافات اور شرک سے دور رہیں۔مگر حسن بنا اپنی کتاب مجموعۃ الرسائل رسالۃ التعلیم کے اندر بیس اصول کے تحت لکھتے ہیں: پندرہواں اصول یہ ہیکہ دعاء کے ساتھ اگر اسکے بندوں میں سے کسی کا وسیلہ مل جائے تو یہ فرعی اختلاف ہے، اسکا تعلق عقیدے سے نہیں ہے۔

یعنی دعاء کرو اور جسکا دل چاہے اسکا وسیلہ پکڑو۔

حسن بنّا کے بعد اس جماعت کے دوسرے بڑے مفکر سید قطب ہیں جو توحید پر کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں: "ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے جن بتوں سے دور رہنے کی دعاء کی تھی اس سے صرف وہ بت مراد نہیں ہیں جن کی پوجا زمانہ جاہلیت میں عرب کیا کرتے تھے جیسے شجر وحجر وغیرہ، یہ سب سادہ شکل کے ظاہری بت ہیں، شرک باللہ صرف انہیں میں منحصر نہیں ہے، بلکہ شرک یعنی غیر اللہ کی پرستش اور بندگی کی اصلی شکل اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب بندہ بندوں کی بندگی کرتا ہے۔"

اسی لئے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک شرک القصور شرک القبور پر مقدم ہے، علمائے دین توحید کی تین قسمیں بتاتے ہیں:

توحید الوہیت: یہ ہے کہ "ایک اکیلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو عبادت کا مستحق سمجھا جائے"، یعنی انسان اس کے ساتھ کسی اور کی کوئی عبادت نہ کرے اور نہ اس کا تقرب چاہے جیسے کہ اللہ عز وجل کی عبادت کی جاتی ہے یا اس کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

توحید ربوبیت: "اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کے پیدا کرنے، اس کا مالک ہونے اور اس کا انتظام چلانے میں اکیلا اور منفرد جانا جائے۔"

توحید اسماء وصفات: یعنی "وہ مبارک اسماء اور صفات عالیہ جو اللہ عز وجل نے اپنے متعلق قرآن کریم میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے احادیث میں بیان ہوئی ہیں، وہ اللہ عز وجل کا خاصہ ہیں اور وہ ان میں اکیلا اور منفرد ہے۔ ان اسماء وصفات کا اثبات اس طرح سے ہے کہ بغیر کوئی کیفیت بیان کیے ذکر کی جائیں، ان میں نہ کوئی تحریف ہو نہ تعطیل اور نہ تمثیل۔"

مگر یہ لوگ توحید کی ایک چوتھی قسم بتاتے ہیں جسے یہ "**توحید حاکمیت**" کہتے ہیں اور اسی کی یہ زیادہ اہمیت دیتے ہیں، اس کی مخالفت کرنے کو "**شرک القصور**" کہتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم اسی توحید سے اپنی دعوت کی ابتداء کرتے ہیں یعنی ہم شرک القصور سے روکتے ہیں اور اس سے مراد یہ مسلم حکمرانوں کو لیتے ہیں، یعنی انکی پیروی کرنے سے روکنا مگر انکا مقصد ان پر لعن طعن کرنا، ان پر نقد کرنا، انکی شان کو کمزور کرنا بلکہ انکے خلاف خروج کرنا اور اگر ضروری ہوا تو ان سے قتال کرنا ہوتا ہے۔

انکا مرشد عام کہتا ہے: "نبی اکرم ﷺ صرف اپنی زندگی میں دوسروں کیلئے استغفار کرتے تھے، آخر یہ قید کیوں؟" گویا یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ جس طرح زندگی میں دوسروں کیلئے استغفار کرتے تھے اسی طرح وفات کے بعد بھی استغفار کرتے ہیں، یعنی آپ اس وقت بھی آپ ﷺ کی قبر پر جا کر استغفار کی درخواست کریں کہ یا رسول اللہ آپ میرے لئے استغفار کر دیں، آپ مجھے معاف فرما دیں، یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیں۔ یہ کوئی دوسرا نہیں مرشد عام کہہ رہا ہے۔ یہ اس جماعت کے بانی ہیں جن کا

کہنا ہے کہ ہم امت کو گمراہی، جہالت اور تاریکی سے نکالنے کیلئے برپا کئے گئے ہیں، جب کہ انہیں اسلام کی حقیقت کا ہی علم نہیں ہے، یہ کہہ رہے ہیں کہ قبر نبوی پر جا کر اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو: یارسول اللہ! میری مدد فرمائیں، مجھے معاف فرمادیں، میرے لئے سفارش کردیں۔

اسی طرح سیریا کے اندر اخوان المسلمون کے مرشد عام مصطفی سباعی اشعار پڑھتے ہیں جن کے اندر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ کرتے ہیں اور بیماری سے شفا طلب کرتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں:

یا سائق الظعن نحو البیت والحرم   ونحو طیبة تبغی سید الأمم

إن کان سعیك للمختار نافلة   فسعی مثلی فرض عند ذی الهمم

یا سیدی یا حبیب الله جئت إلی   أعتاب بابك أشکو البرح من سقمی

یا سیدی قد تمادی السقم فی جسدی   من شدة السقم لم أغفل ولم أنم

ترجمہ: ”اے اونٹوں کو ہانکنے والے بیت اللہ اور حرم کی طرف! اور مدینہ طیبہ کی طرف سید الامم کو چاہتے ہوئے۔ اگر تمہارا جانا مختار نبی کی طرف نفل ہے تو میرا جانا فرض ہے اہل عزیمت کے نزدیک۔ اے میرے آقا، اے اللہ کے حبیب! میں آپ کے دروازے پر آیا ہوں اپنی بیماری کی شکایت لے کر۔ میرے آقا! میرے بدن میں بیماری نے اس طرح گھر کرلیا ہے کہ میں شدت مرض سے بے چین ہوں اور سو نہیں سکتا۔“

انہوں نے یہ اشعار قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کہا ہے، یہ سیریا کے مرشد عام ہیں، اسی لئے ہم اس جماعت کی تربیت کا نتیجہ سامنے دیکھ رہے ہیں، انہوں نے مسلمانوں کو کیا دیا؟ انہوں نے سیاسی قتل کا تحفہ دیا، خروج و بغاوت کی راہ دکھائی، مظاہرے کرنا اور دھرنا دیکر سڑکوں پر بیٹھنا سکھایا، قتل وخونریزی اور لوٹ مار سکھایا، جلاوطنی اور جبری ہجرت کی نئی نئی شکلیں دکھائیں۔

اخوانی سربراہوں کے توحید وشرک کے باب میں تساہل اور کوتاہی کی وجہ سے ان کے

پیروکاروں پراس کابرااثر پڑاہے، حتی کہ جن لوگوں نے شروع ہی سے توحید کادرس لیاوہ بھی اخوانی منہج کو اپنانے کے بعدان کے سربراہوں سے دلی محبت رکھتے ہیں۔

افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہاہے کہ جب بہت سے ممالک نے انہیں اچھوت سمجھ رکھا تھا اس نازک وقت میں اس بلاد توحید نے انہیں ٹھکانہ دیا، ان پر احسان کیا مگر اس جماعت نے احسان فراموشی کی، نافرمانی کی اورالٹاسانپ کی طرح ڈسناشروع کردیا، کیونکہ انہوں نے آتے ہی اپنے مسموم فکر کی بیج کو بوناشروع کردیا، یہاں تک کہ انکے حق میں آوازیں بلند ہونے لگیں اورانکی فکرمضبوط ہونے لگی، مگراللہ کااحسان ہے جس نے ہمارے حکام اورعلماءکوتوفیق دی کہ بروقت انہوں نے انکے سنگین خطرات کو بھانپ لیااوراہل علم انکی خامیوں اورامت پرانکے نقصانات کو واضح کرنانیزانکے خطرات سے آگاہ کرنا شروع کردیا، حالت یہ ہوگئی تھی کہ لوگ انکی تعریفیں کرناشروع کردیئے تھے انکی تخریبی دعوت کی مقبولیت دن بدن بڑھنےلگی تھی، اورلوگ نجدی دعوت کی برائی کرنے لگے تھے۔

ہمارے ملک کےنوجوان اس جماعت پرفداہورہے تھے جسکےتوحید ہی کاپتہ نہیں، انہیں یہ تک معلوم نہیں کہ اللہ کابندوں پرکیاحق ہے، اس جماعت سے جوبھی کتاب عقیدے پرلکھی گئی اس میں شرک کی طرف دعوت پائی گئی جیسے تبرک، توسل، استغاثہ وغیرہ، توحیداسماء وصفات میں خرابی کی جتنی مثالیں چاہیں آپ بیان کرسکتے ہیں۔ انہیں توحیدالوہیت کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔ میں انکے مرشدین اورمفکرین کے اقوال نقل کروں گا جن سے پتہ چلے گا کہ یہ لوگ توحیدالوہیت سے کس طرح نابلد ہوتے ہیں۔

چنانچہ جہاں تک اسماء وصفات کے باب کاتعلق ہے تواس باب میں یہ لوگ جہمیہ ہیں۔ یہ اللہ کے اسماءوصفات کواکثرثابت نہیں کرتے، چنانچہ سیدقطب اپنی کتاب (فی ظلال القرآن) کے اندراللہ عزوجل کے قول: ﴿الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ غلبہ سے کنایہ ہے۔چنانچہ کہتے ہیں:

”وكذلك العرش. فنحن نؤمن به كما ذكره ولا نعلم حقيقته. أما الاستواء على العرش فنملك أن نقول: إنه كناية عن الهيمنة على هذا الخلق. استناداً إلى ما نعلمه من القرآن عن يقين من أن الله -سبحانه- لا تتغير عليه الأحوال. فلا يكون في حالة عدم استواء على العرش، ثم تتبعها حالة استواء. والقول بأننا نؤمن بالاستواء ولا ندرك كيفيته لا يفسر قوله تعالى: {ثم استوى}.. والأولى أن نقول: إنه كناية عن الهيمنة كما ذكرنا“

ترجمہ:”اسی طرح ہم عرش پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں جیسا کہ ذکر ہوا ہے اور ہمیں اسکی حقیقت کا علم نہیں ہے اور جہاں تک عرش پر مستوی ہونے کا تعلق ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں اس مخلوق پر غلبہ کی طرف اشارہ ہے۔اور ہم ایسا قرآن سے استدلال کرتے ہوئے یقین کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالی پر احوال نہیں بدلتے، چنانچہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک حالت میں اللہ تعالی عرش پر ہو پھر اسکے بعد دوسری حالت میں عرش پر نہ ہو،اور جہاں تک یہ کہنا کہ ہم استواء پر ایمان لاتے ہیں مگر اسکی کیفیت نہیں جانتے تو اللہ کے قول (ثم استوی) کی یہ تفسیر نہیں ہوسکتی، بہتر یہی ہے کہ ہم کہیں کہ یہ غلبہ سے کنایہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر کردیا ہے۔“

سید قطب کا یہ کلام بہت ہی سنگین ہے، اسے سن کر شیخ ابن عثیمین کہتے ہیں:”میں نے سید قطب کی تفسیر کا مطالعہ کیا ہے، انہوں نے سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد کی تفسیر میں وحدت الوجود کو ثابت کیا ہے۔“

حسن بنّا صفات باری تعالی سے متعلق کہتے ہیں:”وأن البحث في مثل هذا الشأن مهما طال فيه القول لا يؤدي في النهاية إلا إلى نتيجة واحدة هي التفويض لله تبارك وتعالى“ ترجمہ:”صفات باری تعالیٰ سے متعلق جتنی بھی بحث کرلی جائے اسکا ایک ہی نتیجہ سامنے آئے گا،

اورو ہ تفویض ہے۔"

(رسالة العقائد ص 74)

معلوم رہے کہ یہ اہل بدعت کی تفویض ہے اہل سنت کی نہیں؛ کیونکہ اہل سنت والجماعہ اسماء وصفات کو ثابت کرتے ہیں اسی طریقے پر جیسا اسکے شان جلالی کے مطابق ہو، ہاں اہل سنت والجماعہ تفویض کرتے ہیں مگر کیفیت کو نہ کہ صفات کو جیسا کہ حسن بنا کہہ رہے ہیں، یہ دراصل اہل بدعت کا مذہب بتا رہے ہیں جو صفات کا انکار کرکے اسے تفویض کا نام دیتے ہیں چنانچہ یہ استواء کا انکار کرتے ہیں، سید قطب کہتے ہیں: "أنه أحادية الوجود. فليس هناك حقيقة إلا حقيقته. وليس هناك وجود حقيقي إلا وجوده. وكل موجود آخر فإنما يستمد وجوده من ذلك الوجود الحقيقي، ويستمد حقيقته من تلك الحقيقة الذاتية. وهي من ثمة أحادية فاعلية فليس سواه فاعلاً لشيء أو فاعلاً في شئ في هذا الوجود أصلاً" ترجمہ: "یقیناً وہی تنہا وجود ہے، اسکی حقیقت کے سوا کوئی حقیقت نہیں ہے، اسکے وجود حقیقی کے سوا کوئی وجود نہیں ہے، اسکے سوا جتنی موجود چیزیں ہیں سب اسی کے وجود حقیقی سے نکلی ہوئی ہیں، اور اپنی حقیقت کو اسکی ذاتی حقیقت سے امداد لیتی ہیں، اس طرح فاعل تنہا وہی ہے اس کے سوا کوئی کسی چیز کا فاعل نہیں ہے۔"

(كتاب: في ظلال القرآن، سورة الإخلاص، المجلد السادس صفحة 4002)

اللہ کی قسم! تقریباً پانچ سال قبل ائیر پورٹ پر میری ملاقات ایک شخص سے ہوئی جو ملیشیا جارہا تھا رمضان المبارک کے ماہ میں، اسکا دعویٰ تھا کہ وہ اپنے شہر کا سب سے بڑا عالم ہے، وہ حافظ قرآن بھی تھا، اسکے ساتھ کچھ دیر تک علمی مناقشہ ہوا مگر علم سے بالکل کورا لگ رہا تھا، اس سے عقیدے پر ایک معمولی سوال کیا گیا کہ اللہ کہاں ہے تو اس کا جواب تھا: وہ میرے دل میں ہے اور میرے خون میں دوڑتا ہے۔

میں نے کہا: ہوسکتا ہے آپ کو اللہ سے بے انتہا محبت کی وجہ سے ایسا محسوس ہو کہ وہ آپ کے خون

میں دوڑتا ہے، تو اس شخص نے کہا کہ احساس نہیں بلکہ وہ خود میرے خون میں دوڑتا ہے، ایک صاحب نے پوچھا: جناب! یہاں ہال کے اندر ہزاروں لوگ موجود ہیں، کیا اللہ سب کے خون میں دوڑ رہا ہے؟ اس سوال کو سن کر وہ تھوڑا پریشان سا ہوگیا اور کوئی جواب نہیں دیا، تھوڑی دیر علمی گفتگو کے بعد واضح ہوگیا کہ عقیدے کے باب میں وہ کچھ بھی معلومات نہیں رکھتا، حتی کہ اسے واضح طور پر یہ نہیں معلوم کہ اللہ عرش پر مستوی ہے یا ہر جگہ موجود ہے، حالانکہ وہ ساٹھ سال سے تجاوز کر چکا ہے، قرآن کا حافظ ہے اور لوگوں کی امامت کیلئے جا رہا ہے، وہاں وہ لوگوں کو دین کی دعوت بھی دے گا، یہی لوگ امت کے دینی رہنما بنے ہوئے ہیں جن کا دعوی ہے کہ یہ امت کے اندر تبدیلی لائیں گے۔

حسن بنّا آگے رسالۃ العقائد میں کہتے ہیں: "ونحن نعتقد أن رأى السلف من السكوت وتفويض علم هذه المعانى إلى الله تبارك وتعالى أسلم وأولى بالإتباع حسماً لمادة التأويل والتعطيل" ترجمہ: "ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ سلف نے اس مسئلے میں سکوت اختیار کیا اور ان کے معانی کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے اور یہی زیادہ لائق اتباع اور بہتر ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس فاسد مذہب پر رد کرتے ہوئے لکھا ہے: "فتبَّين أنَّ قول أهل التفويض الذين يزعمون أنَّهم متَّبعون للسُّنَّة والسلف مِنْ شرِّ أقوال أهل البدع والإلحاد" ترجمہ: "واضح ہوا کہ اہل تفویض جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ سنت اور سلف کے پیروکار ہیں تو یہ اہل بدعت اور الحادیوں کے قول سے بھی برا ہے۔" (درء تعارض العقل والنقل:1/205)

اسی طرح یہ عقیدے میں صوفی ہیں، "حضرۃ" کا عقیدہ رکھتے ہیں، یعنی جب یہ محفل میلاد کرتے ہیں تو انکے عقیدے کے مطابق رسول اللہ ﷺ وہاں حاضری دیتے ہیں، اسی طرح یہ قبروں کے پاس جا کر

مراقبہ کرتے ہیں، وہاں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔

اسی طرح یہ "**غیبہ**" کا عقیدہ رکھتے ہیں یعنی وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے جلال میں غائب ہوجاتے ہیں، میرے ساتھ ایک بار موسم حج میں اس طرح کا واقعہ پیش آیا ہے کہ ایک پگڑی پوش شخص نے آنکھیں لال پیلی کرلی، اور سر کو اوپر اٹھالیا، میں نے پوچھا: شیخ! کیا ہوا، طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟! وہ شخص بولا: میں اللہ کے جلال میں غائب ہوگیا تھا۔ یہ غیبہ کا عقیدہ تبلیغیوں کے یہاں بھی پایا جاتا ہے، میں انکے یہاں بھی کئی بار اس طرح کے لوگوں سے ملاقات کر چکا ہوں ہوں جنہوں نے غیبہ کا دعوی کیا ہے۔

اسی طرح انکے یہاں عبادات میں بدعات وخرافات بھرے ہوتے ہیں، انکے یہاں تقرب، اخلاص اور اتباع نہیں ہوتا۔

حسن بنّا کہتے ہیں: "میری تربیت حصافی طریقے پر ہوئی ہے، میں نے پہلے شیخ بسیونی سے بیعت لیا ہے پھر اسکے بعد شیخ عبدالوہاب حصافی سے بیعت لی ہے، اور انہیں کے حضرہ اور اوراد کی پابندی کی ہے۔" (مذکرات الدعوۃ والداعیہ، ص:9-62)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حسن بنّا نے بعد میں صوفیت سے توبہ کرلی تھی مگر یہ صحیح بات نہیں ہے بلکہ وہ اسی پر اپنی آخری عمر تک باقی رہے جیسا کہ ابو الحسن علی ندوی اپنی کتاب: (التفسیر السیاسی للإسلام ص 138-139) کے اندر کہتے ہیں: "الشيخ حسن البنا ونصيب التربية الروحية فى تكوينه وفى تكوين حركته الكبرى: إنه كان فى أول أمره - كما صرح بنفسه - فى الطريقة الحصافية الشاذلية، وكان قد مارس أشغالها وأذكارها وداوم عليها مدة، وقد حدّثنى كبار رجاله وخواص أصحابه أنه بقى متمسكاً بهذه الأشغال والأوراد إلى آخر عهده وفى زحمة أعماله " وكان إعجابه ومواظبته على وردها المعروف "بالوظيفة الرزوقية" صباحاً ومساءً تبعاً لاتجاه والده"

ترجمہ: ''شیخ حسن بنا کی جسمانی اور تحریکی تشکیل میں روحانی تربیت کا بڑا کردار رہا ہے چنانچہ جیسا کہ آپ نے خود صراحت کی ہے کہ ابتداء ہی میں آپ شاذلی حصافی طریقے سے بیعت تھے۔ اور آپ نے اسی طریقے کے اوراد واذ کار کو ایک مدت تک کرتے رہے، مجھ سے آپ کے بعض خواص لوگوں نے بیان کیا کہ آپ انہیں اوراد واذ کار پر قائم تھے یہاں تک زندگی کی آخری عمر تک اور کثرت اعمال کے باوجود اس کی پابندی کرتے رہے، اور خاص طور سے آپ اپنے والد کی طرح رزوقیہ وظیفہ بڑی خوشی کے ساتھ صبح وشام کرتے تھے۔''

یہ اخوانیوں کے امام اکبر ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ میں نے حصافی امام سے اذ کار واوراد میں سند اجازہ لے لی ہے کہ اسی طریقے کے اوراد کو عام کروں۔

حسن بنّا ایک دوسری جگہ ص ۲۸ پر کہتے ہیں: ''وفی هذه الأثناء بدا لنا أن نؤسس فی المحمودیة جمعیة إصلاحیة هی (الجمعیة الحصافیة الخیریة) وانتُخبتُ سکرتیراً لها وخلفتها فی هذا الکفاح جمعیة (الإخوان المسلمون) بعد ذلك''

ترجمہ: ''اسی اثناء میں مجھے یہ احساس ہوا کہ محمودیہ کے اندر (لجمعیة الحصافیة الخیریة) کے نام سے ایک اصلاحی جمعیت قائم کی جائے، چنانچہ اسکے قیام کے بعد مجھے اسکا سکریٹری منتخب کرلیا گیا، پھر اسی کے بعد میں نے محنت کر کے الاخوان المسلمون جمعیت قائم کی۔''

پتہ چلا کہ یہ جماعت صوفی جمعیت کے زیر سایہ بنی ہے جن کے سارے اوراد واذ کار بدعتی ہوتے ہیں، مثلا جو غیر مسنون ہوتے ہیں وہی یہ پڑھتے ہیں، یا اسے بگاڑ کر یا کاٹ کر پڑھتے ہیں، جیسے (یا لطیف) کا ورد، (لا اله) کا یا (الا الله) کا یا فقط (هو هو) کا۔

اور جہاں تک محفل میلاد کی بدعتوں کا تعلق ہے تو اس بارے میں جو بھی بیان کر دیں نا کافی ہوگا، اخوانی مورخ محمود عبدالحلیم نے اپنی کتاب (الاخوان المسلمون احداث صنعت التاریخ) کے

اندر کہا: ''ہم ہر رات سیدہ زینب مسجد جایا کرتے تھے اور وہاں عشاء کی نماز ادا کیا کرتے تھے، پھر مسجد سے نکل کر صف بناتے، سب سے آگے استاذ مرشد حسن بنا ہوتے، جو جشن میلاد نبوی کی گیتوں میں سے کوئی گیت گنگناتے اور پھر انہیں کی آواز میں ہم سب ایک ساتھ اسے گنگنانے لگتے۔''

یہ لوگ امت کی قیادت کرنا چاہتے ہیں، ہم ان پر جھوٹ نہیں باندھتے بلکہ خود انکی کتابوں کے حوالے سے انکی حقیقت بیان کرتے ہیں۔

اب اسکے بعد اس جماعت کی بھیانک غلطیوں کو بیان کریں گے:

یہ لوگ انبیاء اور صحابہ جیسی مقدس ہستیوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، چنانچہ سید قطب کہتے ہیں:

''لنأخذ موسى إنه نموذج للزعيم المندفع العصبى المزاج'' (في ظلال القرآن ص:200) ترجمہ: ''مثال کے طور پر ہم موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو لے لیتے ہیں، وہ پر جوش، متعصب مزاج لیڈر کی ایک مثال ہیں۔''

آگے لکھا: ''وهنا يبدو التعصب القومى كما يبدو الانفعال العصبى)، على قول الله تعالى: ﴿فَوَكَزَهُ مُوسَى﴾ (القصص:15]) (ص 200) فو كزه موسى کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ: ''یہاں (موسیٰ کی) قومی عصبیت ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ تعصب آمیز اشتعال کا بھی اظہار ہوتا ہے۔''

مزید آگے کہا: ''وتلك سمة العصبيي، على قول الله تعالى: ﴿فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفاً يَتَرَقَّبُ﴾ (القصص:18) (ص 201)

آیت کریمہ ﴿فَأَصبح فِي الْمَدِينَةِ خَائِفاً يَتَرَقّب﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے سید قطب نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ: ''یہ متعصب لوگوں کی علامت ہے۔'' یعنی آیت میں جو کہا گیا ہے کہ آپ اندیشہ کی حالت میں خبر لینے کے لیے شہر میں گیے تو ایسا کرنا متعصب لوگوں کی علامت ہے۔

آگے کہا: ”ولكنه يهم بالرجل الآخر كما هم بالأمس وينسيه التعصب والاندفاع استغفاره وندمه)، على قول الله تعالى: ﴿فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا﴾ (القصص:19)“ (ص 201)

اس آیت کریمہ پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا: ”لیکن وہ دوسرے آدمی پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے جیسا کہ گزشتہ کل کیا تھا اور تعصب اور اشتعال انگیزی اسے اپنا استغفار اور ندامت بھلا دیتی ہے۔“

مزید آگے کہا: ”ثم لندعه فترة أخرى لنرى ماذا يصنع الزمن في أعصابه، ولكن ها هو ذا يسأل ربه سؤالاً عجيباً): ﴿قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ﴾ (الأعراف: 143)“ (ص 201-202)

پھر ہم اسے (موسیٰ کو) مزید تھوڑی مدت کے لیے چھوڑ کر دیکھتے ہیں کہ زمانہ اس کے اعصاب میں کیا کرتا ہے لیکن دیکھو اسے یہ رہا وہ اپنے رب سے کیسا عجیب مطالبہ کرتا ہے۔

جبکہ اللہ رب العالمین نے انہیں منتخب کر کے بنو اسرائیل کا رسول بنایا تھا اور وہ الوالعزم پیغمبروں میں سے تھے اس کے باوجود یہ مسکین آپ کو متعصب جوشیلا اور نہ جانے کیا کیا گالیاں دیتا ہے حالانکہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: ﴿يَا مُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالاَتِي وَبِكَلاَمِي﴾ (الأعراف: 144)، ﴿وَأَنَا اخْتَرْتُكَ﴾ (طه: 13)، ﴿وَلِتُصْنَعَ على عَيْنِي﴾ (طه: 39) ﴿واصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾ (طه: 41) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِندَ اللهِ وَجِيهاً﴾ (الأحزاب: 69)،

اور اللہ کے رسول محمد ﷺ نے فرمایا: ”یرحم الله موسى، قد أوذي بأكثر من هذا فصبر“، ترجمہ: ”اللہ رب العالمین موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئیں مگر انہوں نے صبر سے کام لیا۔“

یہی سید قطب صحابہ کرام پر بھی طعن و تشنیع کرتے ہیں چنانچہ جلیل القدر صحابی رسول وخلیفہ ثالث ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''ونحن نميل إلى اعتبار خلافة على رضى الله عنه امتداداً طبيعيّاً لخلافة الشيخين قبله، وأن عهد عثمان [الذى تحكّم فيه مروان] كان فجوة بينهما'' (العدالة الاجتماعية۔ ص172- دار الشروق 1415) ترجمہ: ''اور ہم اس طرف مائل ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اپنے سے ماقبل شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم) کی خلافت کا ہی ایک طبعی تسلسل تھی، جہاں تک عثمان رضی اللہ عنہ کے دور حکومت کا تعلق ہے (جس میں مراون نے حکومت پر قبضہ جمالیا تھا) تو وہ ان دونوں کے درمیان ایک دراڑ تھا۔'' (نعوذ باللہ)

آگے مزید کہتے ہیں: ''وإنه لمن الصعب أن نتّهم روحَ الإسلام فى نفسِ عثمان، ولكن من الصعب كذلك أن نعفيه من الخطأ'' (العدالة الاجتماعية ص: 160) ترجمہ: ''یہ مشکل امر ہے کہ ہم عثمان کی ذات میں روح اسلام کو متہم کریں لیکن یہ بھی مشکل ہے کہ ہم عثمان کو خطا سے بری کردیں۔''

مزید ایک جگہ کہا: ''لقد أدركت الخلافةُ عثمان وهو شيخٌ كبيرٌ، ومن ورائه مروان بن الحكم يصرِّفُ الأمر بكثير من الانحراف عن الإسلام'' (العدالة الاجتماعية۔ ص159۔ دار الشروق1415) ترجمہ: ''عثمان کو خلافت اس وقت ملی جب وہ بوڑھے ہو چکے تھے، جب کہ ان کے پس پردہ اسلام سے بہت زیادہ منحرف ہو کر مروان حکومت کر رہا تھا۔''

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور عمرو بن العاص کے بارے میں کہتے ہیں: ''إن معاوية وزميله عمراً لم يغلبا علياً لأنهما أعرف منه بدخائل النفوس، وأخبر

منه بالتصرف النافع فی الظرف المناسب. ولكن لأنهما طليقان فی استخدام كل سلاح، وهو مقيد بأخلاقه فی اختيار وسائل الصراع. وحين يركن معاوية وزميله إلى الكذب والغش والخديعة والنفاق والرشوة وشراء الذمم لا يملك على أن يتدلى إلى هذا الدرك الأسفل. فلا عجب ينجحان ويفشل، وإنه لفشل أشرف من كل نجاح"(كتب و شخصيات ص:242)

ترجمہ: "معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی علی رضی اللہ عنہ پر غالب آنے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ ان سے زیادہ لوگوں کی نفسیات سے واقف تھے، اور حالات کی مناسبت سے صحیح قدم اٹھانے میں زیادہ سمجھ بوجھ رکھتے تھے، بلکہ وجہ یہ تھی کہ وہ دونوں ہر قسم کے حربے استعمال کرنے میں آزاد تھے جبکہ علی رضی اللہ عنہ کو اس جنگ کے وسائل چننے میں ان کو ان کے اعلی اخلاق و کردار نے پابند سلاسل کر رکھا تھا۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جھوٹ، دھوکہ بازی، چالبازی، منافقت، رشوت اور لوگوں کو خریدنے میں تیزی دکھاتے، ایسے وقت میں علی رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو اتنا نیچے نہیں گرا پاتے چناچہ یہ کوئی اچھنبے کی بات نہیں کہ وہ کامیاب ہوں اور علی رضی اللہ عنہ ناکام ہو جائیں، اور یہ وہ ناکامی ہے جو تمام کامیابیوں سے بڑھ کر ہے۔"

اللہ کی قسم! اگر یہ بات ہمارے قبیلے کے کسی شخص کے بارے میں بھی کوئی کہہ دے تو ہم اسے برداشت نہیں کریں گے اسکی ناک زمین پر رگڑ دیں گے، اسکے چہرے پر مٹی جھونک دیں گے، اور یہ تو صحابہ کرام جیسی مقدس شخصیات پر طعن کر رہے ہیں، مگر ان پر رد کرنے کی بجائے ہمارے بہت سے داعی ایسے ہیں جو اس گمراہ اور فاسد فکر کے حامل گمراہ شخص کا دفاع کرتے ہیں، ہم ان سے کہتے آئے ہیں کہ ایسی گمراہ جماعت کے افکار ہمارے ملک میں نہ پھیلاؤ، دیکھو اس جماعت کے مفکرین کس طرح انبیاء اور صحابہ جیسی مقدس ہستیوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، مگر ان لوگوں نے الٹا ان کی تعریف ہی کی ہے سچ کہا

ہے شاعر نے:

وَعَينُ الرِضا عَن كُلِّ عَيبٍ كَليلَةٌ
وَلَكِنَّ عَينَ السُخطِ تُبدي المَساوِيا

ترجمہ: ”جو دل کا تارا ہوتا ہے اسکا ہر عیب ہنر لگتا ہے، مگر جو نظروں سے گر جاتا ہے اسکا ہر ہنر عیب لگتا ہے۔“

میں نے اخوانی جماعت کے ایک سربراہ کو نصیحت کی اور کہا کہ اس گمراہ جماعت کی تعریف نہ کرو اور نہ ہی سید قطب اور حسن ترابی کی تعریف کرو، کیا تم حسن ترابی کو نہیں جانتے؟! اسی نے کہا تھا: (ابن عباس جب جھوٹ بولنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میری خالہ میمونہ نے مجھ سے یہ بیان کیا) نعوذ باللہ!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ (ابو ہریرہ نے مکھی والی حدیث گڑھی ہے، میں ایک کافر طبیب کی بات مان لوں گا مگر ابو ہریرہ کی روایت پر مجھے بھروسہ نہیں ہے)۔

مصر کی جماعت انصار السنہ کے ایک ممبر نے حسن ترابی کے سامنے اللہ کے رسول ﷺ کو معصوم کہا تو اس نے کہا کہ کیسا معصوم؟! محمد ﷺ کو اخلاق والا کہہ سکتے ہو مگر جہاں تک معصوم کی بات ہے تو اسے میں نہیں مانتا۔

مزید کہتا ہے کہ ایک مسلمان کا عیسائی عورت سے شادی کرنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

اس کے علاوہ بھی اسکے یہاں بہت ساری بھیانک غلطیاں پائی جاتی ہیں۔

میں نے اخوانی سے کہا کہ تم ایسے لوگوں کی تعریف کیسے کرتے ہو جو صحابہ کرام جیسی مقدس شخصیات پر طعن کر رہے ہیں، جن کے یہاں بھیانک غلطیاں پائی جاتی ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے ہیں یہ کہہ کر کہ وہ معصوم کیسے ہو سکتے؟! یہ سن کر اس اخوانی نے جواب دیا: کیا آپ نے یہ نہیں سنا ہے کہ ترابی کی دعوت عام ہونے کے بعد سوڈان میں گیہوں کے دانے مونگ پھلی کے دانے کے برابر

ہونے لگے! گویا یہ بندہ لوگوں کو بالخصوص نوجوانوں کو جھانسے میں لا کر تلبیس سے کام لے رہا ہے کہ ترابی نے جب اسلام کی دعوت شروع کی ہے اس وقت سوڈان میں برکت کا نزول ہوا ہے، لوگ خوشحال ہوئے ہیں، یعنی اس داعیہ کی وجہ سے جو رسول کا مذاق اڑاتا ہے اور جو صحابہ پر طعن کرتا ہے؟!

چنانچہ یہ اخوانی صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرتے ہیں جبکہ اہل سنت والجماعہ منہج سلف کے مطابق صحابہ کرام کی توقیر کرتے ہیں، انکی شان اور انکی تقدس کا پاس رکھتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالی نے انکی تعریف خود اپنی کتاب میں کی ہے، اللہ تعالی نے انکی اتباع کا ہمیں حکم دیا ہے، اور جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ محافظ ہیں جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ جَلَسْنَا حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ، قَالَ: فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا؟ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا نَجْلِسُ حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَاءَ، قَالَ: أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ"

ترجمہ: "سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی، پھر ہم نے کہا: اگر ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء آپ کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا، پھر ہم بیٹھے رہے اور آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم یہیں بیٹھے رہے۔" ہم نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہ! ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر ہم نے کہا: اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی آپ کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اچھا کیا اور

ٹھیک کیا۔" پھر آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور اکثر آپ ﷺ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے پھر فرمایا: "تارے بچاؤ ہیں آسمان کے، جب تارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر بھی جس بات کا وعدہ ہے وہ آجائے گی (یعنی قیامت آجائے گی اور آسمان بھی پھٹ کر خراب ہو جائے گا) اور میں بچاؤ ہوں اپنے اصحاب کا جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر بھی وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فتنہ اور فساد اور لڑائیاں) اور میرے اصحاب بچاؤ ہیں میری امت کے جب اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے۔"

اسی طرح ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے:

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: " لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ"

ترجمہ: "سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔"

آخر کیسے یہ لوگ ہیں کہ صحابہ کرام کو گالی دی جائے اور انہیں غیرت نہ آئے، دراصل ان کا مقصد یہ ہیکہ مسلم حکمرانوں اور علمائے مسلمین کی ہیبت اور احترام کو لوگوں کے دلوں سے ختم کر دیا جائے، اور جب ایک مسلمان کے دل سے یہ دونوں چیزیں ختم ہو جائیں تو پھر وہ کچھ بھی کہہ سکتا ہے، اسی لئے انکے سامنے خواہ صحابہ کو گالی دی جائے علمائے امت کو گالی دی جائے، انہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، ورنہ صحابہ کو گالی دینے والے کے بارے میں یہ کیسے کہتا کہ اسکی دعوت کی برکت سے گیہوں کے دانے مونگ پھلی کے دانے کے برابر ہونے لگے ہیں؟!

میں کہتا ہوں کہ ہاں انکی دعوت میں برکت ہوئی ہے مگر وہ نہیں جسے تم کہہ رہے ہو، بلکہ انکی دعوت

کی وجہ سے مسلم ممالک میں بم دھماکے ہوئے، سیاسی قتل شروع ہوا، خروج و بغاوت کا سلسلہ شروع ہوا، بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہوئیں، لوگ بے گھر اور برباد ہوئے، ملک کے ملک تباہ ہوئے، اس طرح یہ دعوت منحوس ہے نہ کہ بابرکت، اس دعوت کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ بعض اہل علم نے تو یہاں تک کہا ہے کہ یہ ماسونی دعوت ہے، کیسے؟ جب یہ توحید الوہیت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، انبیاء کرام اور صحابہ کرام جیسی مقدس شخصیات پر سب وشتم کرتے ہیں، سلف صالحین کو گالی دیتے ہیں، اور جہاں تک ہمارے معاصر علماء کو گالی دینے کی بات ہے تو انہوں نے ہمارے علماء کو اس قدر گالی دی ہے کہ آپ پوچھیں مت، ہمارے علماء سے انکے بغض وعناد اور حسد کی انتہا اگر دیکھنی ہے تو انکے اس جمعیت کو دیکھیں جنہیں انہوں نے ہمارے علماء ہی کے بغض میں بنایا ہے جسکا نام ھیئۃ علماء المسلمین رکھا ہے، اللہ کی قسم! انہوں نے اس جمعیت کو صرف ہمارے علماء کے مقام کو گھٹانے کی خاطر بنایا ہے مگر اللہ نے ہمارے علماء کے مقام و مرتبے کو مزید بڑھایا ہے اور انکے مقام کو مزید گھٹایا ہے، اللہ نے ہمارے علماء کو عزت بخشی اور انہیں ذلیل کیا ہے، انہیں کوئی سننے والا نہیں خواہ قریب کا ہو یا بعید کا جبکہ ہمارے علماء کا مقام پوری امت میں مسلم ہے، ہر کوئی ہمارے علماء سے ربط میں رہتا ہے، کیونکہ ہمارے علماء نے عقیدے میں، سنت میں اور منہج میں مہارت حاصل کی ہے، وہ منہج جس پر صحابہ کرام اور سلف صالحین چلتے آئے ہیں۔

اسی طرح یہ وحدت ادیان کی دعوت دیتے ہیں، چنانچہ سید قطب نے کہا: ”ولا بد للإسلام أن يحكم لأنه العقيدة الوحيدة الإيجابية الإنشائية التي تصوغ من المسيحية والشيوعية معاً مزيجاً كاملاً يتضمن أهدافهما جميعاً ويزيد عليهما التوازن والتناسق والاعتدال) المعركة بين الإسلام والرأسمالية (61) ترجمہ: ”ضروری ہے کہ اسلام کی حکمرانی ہو اسلئے کہ یہی ایک واحد مثبت انشائی عقیدہ ہے جو مسیحیت اور اشتراکیت کا معجون

مرکب ہے جو ان دونوں کے اہداف کو شامل ہے مزید اس کے اندر توازن، تناسق اور اعتدال بھی موجود ہے۔"

غور کریں یہ بندہ کیا کہہ رہا کہ اسلام اشتراکی نظام اور مسیحی نظام کا معجون مرکب ہے، نعوذ باللہ، اب اگر کوئی توحید الوہیت سے نابلد ہوگا تو وہ دوسرے دینی امور سے بدرجہ اولی نابلد ہوگا۔

اور جہاں تک منہج اور سمع وطاعت کا تعلق ہے تو اس بارے میں یہ بالکل ہی نابلد ہیں، اور اپنی اسی بلادت کی وجہ سے انتہا کو پہونچے ہوئے ہیں، بلکہ انہوں نے اس باب میں وارد احادیث کے ساتھ مذاق کیا اور کئی ایک حدیثوں کا انکار بھی کر دیا، سید قطب نے کہا: "إنه ليس على وجه الأرض اليوم دولة مسلمة، ولا مجتمع مسلم، قاعدة التعامل فيه هي شريعة الله، والفقه الإسلامي"۔ ترجمہ: "آج روئے زمین پر کوئی ایسی مسلمان حکومت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا مسلم معاشرہ ہے جس میں معاملات کی بنیاد شریعت الہیہ اور اسلامی فقہ پر رکھی گئی ہو۔"

اس عبارت سے سید قطب نے تمام مسلمانوں کی تکفیر کر ڈالی ہے، یہاں تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ سید قطب جمعہ نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ انکی موت ہوگئی، اس لئے کہ وہ حکومت کو کافر سمجھتے تھے اور اسکی سرپرستی میں جمعہ جماعت کو صحیح نہیں سمجھتے تھے اسی لئے وہ جمعہ بھی نہیں پڑھتے تھے۔

اور اس جماعت کی اسی تکفیری کوکھ سے موجودہ دور کی ساری تکفیری جماعتیں اور تنظیمیں نکلی ہوئی ہیں، جیسے القاعدہ، داعش اور اس طرح کی دیگر تکفیری جماعتیں۔

اسی طرح سید قطب نے ایک دوسری جگہ کہا: "ارتدّت البشرية إلى عبادة العباد وإلى جور الأديان، ونكصت عن لا إله إلا الله، وإن ظلّ فريق منها يردد على المآذن "لا إله إلا الله"۔ (الظلال 4/2009) ترجمہ: "تمام انسانیت بندوں کی عبادت اور ادیان کے ظلم وجور کی طرف مرتد ہو چکی ہے، اور کلمہ لا الہ الا اللہ سے پیچھے ہٹ چکی ہے، گرچہ کچھ لوگ اب بھی میناروں پر لا الہ

الا اللہ کو دہرا رہے ہیں۔"

اسی طرح سنت پرطعن وتشنیع بھی اس جماعت کی خاص پہچان ہے، اسکی میں کچھ مثال پیش کروں گا، چنانچہ سید مودودی اپنی کتاب "رسائل ومسائل" کے ص ۵۷ پر کہتے ہیں: "۱۳/سو سال گزر گئے مگر اب تک دجال نہیں نکلا ہے، معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان صحیح نہیں تھا۔"

گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ نبی نے دجال کے نکلنے کی جو خبر دی تھی وہ محض ایک گمان تھا جو کہ غلط تھا آج تک نہیں نکلا اس کا مطلب نہیں نکلے گا، کیا ایسے لوگ سنت رسول کی تعظیم کر سکتے ہیں، نہیں اللہ کی قسم، کبھی نہیں۔

اسی طرح یہ جماعت بھیڑ اکٹھا کرنے کی دعوت دیتی ہے خواہ وہ کسی بھی عقیدے اور دین کا ہو، چنانچہ انکا مشہور قاعدہ ہے جسے حسن بنا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ ہمارا جن امور میں اتفاق ہے ان میں ہم باہم متعاون ہوں گے اور جن امور میں اختلاف ہے ان میں ہم ایک دوسرے کو معذور سمجھیں گے۔

اسی طرح سید قرضاوی اور جماعت کے دیگر قائدین نے نقل کیا ہے کہ ہماری جماعت میں اہم عہدوں پر بڑے بڑے عیسائی قبطی اسی قاعدے کی بنیاد پر رہتے ہیں۔ بلکہ جماعت کے بڑے بڑے پلان یہی عیسائی قبطی بناتے ہیں۔ یہی اس جماعت کی دعوت ہے۔ اور آپ سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہی جماعت ایک طرف دوسرے ادیان ومذاہب کے لئے اس قدر نرم ہے مگر دوسری طرف اہل سنت والجماعہ کیلئے بہت سخت اور دشمن ہے بلکہ انہیں مسلمان تک ماننے کیلئے تیار نہیں ہے، اسی لئے یہ کافر ملکوں کو چھوڑ کر بلاد حرمین میں بم دھماکے کرتے ہیں، اور سیکورٹی فورسز کو قتل کر کے تقرب الہی حاصل کرتے ہیں۔

اسی طرح انکے یہاں وطن کی طرف نسبت کرنا بت پرستی کے برابر ہے خواہ وہ ہمارا ملک ہو یا کوئی دوسرا، چنانچہ انکے یہاں یہ محاورہ مشہور ہے: (حب الوطن حب الوثن) وطن سے محبت کرنا بت پرستی ہے۔

اس جماعت سے ہمارے ملک کے اندر بھی بہت لوگ متاثر ہو گئے اور یہاں بھی حزبی اور تبلیغی پائے جاتے ہیں، ایک بار میں نے ایک تبلیغی سے کہا کہ آپ لوگ ہند وسند اور رائیونڈ جاتے ہیں، مکہ اور مدینہ کیوں نہیں جاتے جہاں کی مسجدوں میں ہزاروں اور لاکھوں کا ثواب ہے، چنانچہ مسجد نبوی میں ہزار گنا اور مسجد حرام میں لاکھ گنا ثواب ہے تو اس تبلیغی نے کہا کہ مکہ ابو جہل اور ابولہب کا شہر ہے۔

دراصل ایسے لوگوں پر اخوانیت اور حزبیت کا گہرا اثر ہو چکا ہے جو وطنیت کے دشمن ہیں، ورنہ وہ ایسی بات نہیں کہتا، اسے نہیں معلوم کہ مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آبائی وطن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مکہ سے نکل رہے تھے اس وقت آپ نے اپنے آبائی وطن مکہ کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ مجھے آج نکالا جارہا ہے اس لئے میں نکل رہا ہوں ورنہ خود سے نہیں نکلتا۔ اس سے وطن کی محبت کا اندازہ لگا سکتے ہیں، جیسا کہ سنن ترمذی کے اندر وارد ہوا ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَكَّةَ: "مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ"

ترجمہ: "سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "کتنا پاکیزہ شہر ہے تو اور تو کتنا مجھے محبوب ہے، میری قوم نے مجھے تجھ سے نہ نکالا ہوتا تو میں تیرے علاوہ کہیں اور نہ رہتا۔"

اسی طرح ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ ابْنِ حَمْرَاءَ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ، فَقَالَ: "وَاللَّهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ"

ترجمہ: "عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو "حزوراء" (چھوٹا

ٹیلہ) پر کھڑے دیکھا، آپ نے فرمایا: "قسم اللہ کی! بلا شبہ تو اللہ کی سرزمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کی زمینوں میں اللہ کے نزدیک سب سے محبوب سرزمین ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا۔"

(اس حدیث نیز مسجد الحرام مکہ میں نماز کے اجر وثواب والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ مکہ: مدینہ سے افضل ہے، یہی محققین کا قول ہے۔ مترجم)۔

ایک بار آپ ﷺ شہر مدینہ میں داخل ہو رہے تھے تو آپ کی سواری حرکت میں آنے لگی تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ سے محبت میں ایسا کر رہی ہے۔

اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ کا نام محبت کی وجہ سے طیبہ رکھ دیا۔

اسلئے وطن سے محبت کرنا اور اسکی طرف نسبت کرنا انسانی فطرت میں داخل ہے، بلکہ ہر انسان اپنے وطن سے محبت کرتا ہے اور اس کا دفاع کرتا ہے، حتی کہ کفار بھی اپنے وطن سے محبت کرتے ہیں ہیں اور اس کا دفاع کرتے ہیں، جانوروں اور پرندوں تک کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے۔

مگر اس جماعت کا معاملہ الگ ہی ہے یہ جس ملک میں رہیں گے بالخصوص اگر وہ ملک مسلمان ہے اور بالخصوص اگر وہ بلاد حرمین ہے تو وہاں پر وطنیت کے خلاف پروپیگنڈہ کریں گے اور اسے بت پرستی ثابت کریں گے جبکہ دوسری طرف دوہرا معیار اپناتے ہوئے دوسرے ملک کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالیں گے، اس کی تعریف کریں گے جبکہ اس ملک سے محبت کرنے کی کوئی خاص چیز نہیں ملے گی، نہ ہی دینی اسباب اور نہ کوئی دنیوی اسباب پھر بھی اس ملک کی فضیلت بتائیں گے، وہاں پر وطن پرستی کی بت پرستی والا نعرہ بھول جاتے ہیں۔

حد تو یہ ہیکہ انکے یہاں حقیقت میں وطنیت زائدہ پائی جاتی ہے، چنانچہ سید قطب کی وہ کتاب جس کا نام انکے بھائی محمد قطب نے (لماذا اعدمونی) رکھا ہے اسکے اندر ص ۵۵ پر لکھا ہے: "وهذه الأعمال هى الرد فور وقوع اعتقالات لأعضاء التنظيم ،بإزالة رؤوسه فى

مقدمتها رئيس الجمهورية، ورئيس الوزارة، ومدير مكتب المشير، ومدير المخابرات، ومدير البوليس الحربي، ثم نسف لبعض المنشآت التی تشل حركة مواصلات القاهرة لضمان عدم تتبع بقية الإخوان فيها وفي خارجها كمحطة الكهرباء والكباري"

ترجمہ: ''یہ اعمال دراصل تنظیم کے ممبران کی گرفتاری کے ردعمل میں سرزد ہوئے ہیں، جن کا مقصد صدر جمہوریہ، وزیر اعظم، سکریٹری، آئی بی چیف اور آرمی چیف کو دھوکے سے قتل کرنا تھا، اسکے بعد بعض ایسے سرکاری محکموں کو بموں سے اڑانا تھا جن کی وجہ سے قاہرہ کے اندر سرکاری نقل وحرکت رک جائے اورتاکہ باقی اخوان جو اسکے اندر اور باہر ہیں ان کی گرفتاری عمل میں نہ آسکے، جیسے بجلی گھر اور پل وغیرہ۔''

یہاں غور کریں کہ بجلی گھروں اور پلوں کو بم سے اڑانے کا پلان بنایا مگر جب پلوں کی ضرورت اپنی جماعت کو پڑی تو اس سے رجوع کرلیا، جی یہ دہرا معیار اس جماعت کے اندر بہت ملے گا۔

ایسی کتابیں ہمارے مدارس کے اندر پائی جاتی ہیں، بلکہ سید قطب کی ایک بہت ہی خبیث کتاب لیکر ہمارا ایک قریبی بچہ میرے پاس آیا جس کے اندر توحید حاکمیت کی دعوت تھی، حکام کو گالی دی گئی تھی انہیں طواغیت کے القاب سے نوازا گیا تھا، اسے اس کتاب کی تلخیص کیلئے کہا گیا تھا وہ ابھی ثانی متوسطہ کا طالب علم تھا، میرے پوچھنے پر بتایا کہ استاذ نے مجھے اس کتاب کی تلخیص کیلئے مکلف بنایا ہے۔

چنانچہ اخوانی جماعت کو دین اسلام کی حقیقت نہیں معلوم جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے، اس دین کو انھوں نے اپنے اغراض ومقاصد کیلئے استعمال کیا، یعنی حکومت واقتدار تک پہونچنے کا ایک وسیلہ بنایا، اور عوام کو بیوقوف بنا کر کرسی اقتدار تک پہونچ بھی گئے، کچھ مہینوں اور سالوں تک حکومت بھی کی مگر جو ہوا وہ سب کے سامنے ہے، کسی نے کہا کہ حکومت عوام کی ہوگی، کسی نے کہا کہ ہم دینی حکومت نہیں چاہتے ہیں، جماعت کے ترجمان عصام العریان سے جب سوال کیا گیا کہ جب تم لوگ حکومت میں

آؤ گے تو کیا شراب کی دوکانیں اور نائٹ کلب اور بار بند کر دو گے، تو اس پر العریان نے جواب دیا کہ نہیں، بلکہ ہم شراب کے مزید کارخانے بنائیں گے، اسلئے کسی کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر سائل نے پوچھا کہ آپ نے کہا کہ حکومت عوام کی ہوگی تو کیا اگر عوام کسی نصرانی کو منتخب کرے تو اسے قبول کریں گے؟ اس پر العریان نے کہا: اگر عوام کسی قبطی پادری کو بھی حاکم بنائے تو ہم اس پر بھی راضی ہوں گے۔

کیا یہ لوگ حکومت کرنے کے اہل ہیں؟! کیا ایسے لوگوں کو حق بنتا ہے کہ یہ سیاست اور قوم کی رہنمائی کریں؟! جس نے بھی کہا سچ کہا ہے کہ یہ ایک ماسونی جماعت ہے، یقیناً یہ اسلامی دعوت نہیں ہے۔

اور ہم جب اس جماعت پر کلام کرتے ہیں تو یہ جان لیں کہ اس پر ہم ظلم نہیں کرتے بلکہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اسی کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں، اسی کے سر براہوں اور ترجمانوں نے اقوال ذکر کرتے ہیں، تیسرے یہ کہ ہمارے اور انکے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہے بلکہ ہم اس جماعت پر کلام اسلئے کرتے ہیں تا کہ اس جماعت سے آگاہ رہیں، اپنے دین، سماج، ملک اور علماء کی حفاظت میں بولتے ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں جو اسی ملک سے استفادہ کرتے ہیں مگر اسکے خلاف اور اسکے دشمن ہیں، اسلئے ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے اور نہ ہی انہیں موقع دینا چاہیئے کہ وہ اس ملک کو دھوکہ دیں۔

اللہ کی قسم! یہاں پر ان دو بڑی جماعتوں کے آنے سے قبل یعنی اخوانیوں اور تبلیغیوں سے قبل لوگ ایک امت تھے، وہ فطرت، توحید اور سنت پر قائم تھے، میں نے اپنے والد رحمہ اللہ کو دیکھا ہے آپ حکام کیلئے دعاء کرتے تھے حالانکہ اس وقت یہاں کا نہ اقتصاد ٹھیک تھا اور نہ ہی زیادہ ذرائع معاش تھے پھر بھی آپ حکام کیلئے دعاء کرتے تھے کیونکہ یہاں جو امن وامان اور استقرار تھا وہ پڑوسی ممالک میں نہیں تھا، اسی طرح عقیدہ توحید کی نعمت سے معمور تھے، کیونکہ اگر خوف ہو تو دنیا کی ساری نعمتیں بھی سامنے رکھ دی جائیں تو وہ سب بیکار ہیں، اسی طرح اگر دین و دنیا میں فساد و بگاڑ عام ہو تو پھر کسی چیز میں لذت محسوس نہیں

ہو گی۔

لیکن ان جماعتوں کے آنے کے بعد ملک کی حالت بگڑ گئی، انکی تربیت میں جو نسل بڑھی ہے اسے خود اسکے ملک سے دشمنی کرادی گئی، یہاں کے حکمرانوں کو مبغوض بنا کر دکھایا گیا اور علماء سے انہیں دور کر دیا گیا، ان سے دشمنی کرادی گئی۔ حتی کہ یہاں کے سماج اور سنت و اہل سنت کے خلاف انکے دلوں میں بغض بھر دیا گیا۔ ان سب کا صرف ایک مقصد تھا اور وہ یہ کہ کرسی اقتدار تک کسی طرح پہونچا جائے، حسن ترابی نے صاف صاف کہا ہے کہ اہل قبور کو چھوڑ دو قبروں کا طواف کریں اور ہم پارلیمنٹ تک پہونچیں۔ یہ صاف گوئی ہے جو کہ حقیقت ہے کہ یہ جماعت اقتدار کا داعی ہے نہ کہ دین کا۔

اخیر میں سب سے پہلے اللہ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں پھر مملکہ کے مفتی عام شیخ عبد اللہ بن عبد العزیز آل شیخ کا شکر گزار ہوں، اسی طرح شکر گزار ہوں وزیر برائے دینی امور شیخ عبد اللطیف بن عبد العزیز کا جنھوں نے اس منہجی پروگرام کا اہتمام کیا تا کہ امت اور نوجوانوں کو صحیح منہج کے مطابق دین وعقیدے کی بات بتلائی جائے، تا کہ باہر سے آنے والی خطرناک جماعتوں سے آگاہ رہیں، دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ہمیں ہر خیر و بھلائی اور دین کی سمجھ عطا فرمائے، وصلی اللہ وسلم و بارک علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

تمت بالخیر